بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ

نوحے

گذرانیدہ

وابستہ بارگاہ حسینیؑ

میر شجاعت علی

(معظم جاہ المتخلص بہ شجیع و کنور)

۱۳۸۹ھ

محرم الحرام

نوحہ

کلثومؑ کے تھے بین کہ جی جائے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا
بن تمرے موہے چین کہاں آئے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا
دھیان آئے ہے نانا کا کبھی ماتا پتا کا ۔ دکھتا ہے کلیجا
من اپنا گھٹتا ہے جو گھبرائے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا
قاسمؑ بنے کو ڈھونڈتی ہے کبریٰ بچاری ۔ وہ درد کی ماری
برھا کی تڑپ اور بھی تڑپائے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا
ہے رین اندھیری کوئی بلونت نہیں ہے ۔ ساونت نہیں ہے
ہردے کا دیا آج بجھا جائے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا
تم پیاسے ہی کربل سے ہو کوثر کو سدھارے ۔ پیاسوں کے سہارے
جل ہونٹوں تک آئے ہے تو شرمائے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا
رو رو کے یہہ کہتی تھیں کنور زینبؑ و کلثومؑ ۔ سنسار میں تھی دھوم
پھلواری تری دھوپ میں مرجھائے ہے بھیّا ۔ دکھ پائے ہے بھیّا

سلام

بہ پیشگاہِ امامِ ہمام علیہ السّلام

گلشنِ فاطمہ ویران ہوا جاتا ہے   آج پامال گلستان ہوا جاتا ہے
خون میں اپنے نہاتے ہوئے یہ حُر نے کہا   اب مکمّل مرا ایمان ہوا جاتا ہے
حیدری خون کی تفسیر ہے اولادِ رسولؐ   ایک پر ایک جو قربان ہوا جاتا ہے
اِذن جب عون و محمد نے لیا ماں نے کہا   دل کی تسکین کا سامان ہوا جاتا ہے
مسکراہٹ کسی بے شیر کی جب یاد آئی   چاک پھولوں کا گریبان ہوا جاتا ہے
مشک بھرتے ہوئے کہتے تھے علمدارِ حسینؑ   آج پورا مرا ارمان ہوا جاتا ہے

کیا قیامت ہے کہ قرآن کو پڑھ کر بھی شجیعؔ
حق سے بیگانہ مسلمان ہوا جاتا ہے

پیشکش

فدائے امامِ ازلی

میر شجاعت علی (معظم جاہ) شجیعؔ

محی ذکی زیدی

سلام

بہ بارگاہِ امامِ ہمام علیہ السّلام

غمِ حسینؑ سے کون و مکاں میں آگ لگی
چراغ بجھتے ہی دونوں جہاں میں آگ لگی

شگفتہ ہوتے ہی تیر کے پھول مرجھائے
بہار آتے ہی اس گلستاں میں آگ لگی

ہوئی جو شام تو عابدؑ کو یوں ہوا محسوس
بغیر برق و شرر آشیاں میں آگ لگی

زمانہ جاگ اٹھا ہے اذانِ اکبرؑ کی
اٹھی صدائے جرس کارواں میں آگ لگی

دلوں کی پیاس زباں پر جو رہ گئی آکر
وفا کے سوز سے آبِ رواں میں آگ لگی

غروبِ شمس کی ساعت ہے دو گھڑی پہلے
زمیں سے شور اٹھا آسماں میں آگ لگی

شجیعؔ آئی ہے جب یاد العطش کی صدا
خود آبِ سرد سے اپنی زباں میں آگ لگی

(پیشکش)

خادمِ بارگاہِ امامؑ غنی دہلی
میر شجاعت علی اعظم جاہ (شجیعؔ)

سلام

بہ پیشگاہِ امام ہمام علیہ السّلام

یوں منزلِ معراج پہ اکبر نظر آئے
جب غور سے دیکھا تو پیمبر نظر آئے

بیعت علمدار کی زندہ ہے نشانی
اسلام کے پرچم ہیں گھر گھر نظر آئے

میدانِ وغا میں جو ہوئی خون کی بارش
قاسم نظر آئے کہیں اکبر نظر آئے

تاریخِ وفا ہو گئی اس طرح مکمل
ساحل پہ علمدارِ دلاور نظر آئے

پہونچی ہے صدا عرش پہ جب تشنہ لبوں کی
خود جام بکف ساقیٔ کوثر نظر آئے

ہر عالمِ توحید کا یہ بھی ہے وثیقہ
اب ایک ہی عالم میں بہتّر نظر آئے

اسلام کو ہے ناز شجیع اپنی وفا پہ
گہوارے میں بھی ثانیٔ حیدر نظر آئے

پیشکش

تشنۂ امامِ ازلی

میر شجاعت علی (معظم جاہ) شجیع

نوحہ

عاشور کی وہ رات وہ ڈھلتے ہوئے سائے
نکلا جو چندرما تو اندھیرے نظر آئے
دن بیاہ کے ہیں اور جواں ہیں علیؑ اکبر
کہتی تھی دُعا دے کے یہی زینبؑ مضطر
بیچے تجھے مالک نظرِ بد سے بچائے
عاشور کی وہ رات وہ ڈھلتے ہوئے سائے
شبیرؑ اُنھیں لے گئے تھے پانی پلانے
بدلی ہے زمانے کی ہوا کیسی نہ جانے
میداں سے پلٹ کر علیؑ اصغرؑ نہیں آئے
عاشور کی وہ رات وہ ڈھلتے ہوئے سائے
کیسا یہ سمے آیا کہ دو بھر ہوا جینا
رو رو کے چچی سے یہی کہتی تھی سکینہؑ
کیا بات ہے پانی جو چچا جان نہ لائے
عاشور کی وہ رات وہ ڈھلتے ہوئے سائے

کل تک تھے جو ڈیوڑھی پہ وہ اب پاس نہیں ہیں
قاسمؑ نہیں اکبرؑ نہیں عباسؑ نہیں ہیں
ڈر ہے کہیں بیمار کا دل ڈوب نہ جائے
عاشور کی وہ رات وہ ڈھلتے ہوئے سائے

میں ہند میں ہوں دل ہے مرا کرب و بلا میں
مولا مجھے بلوالیں جوارِ شہدا میں
بیٹھا ہوا ہوں کب سے شجیعؔ آس لگائے
عاشور کی وہ رات وہ ڈھلتے ہوئے سائے